



سوال

(324) باپ کی رضا کے بغیر عدالتی نکاح

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضلع قصور سے حافظ زکریا دریافت کرتے ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں اس کی رضا کے بغیر عدالتی نکاح کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کو بذات خود اپنا نکاح کرنے کی اجازت نہیں بلکہ مرد عورت کے درمیان زندگی بسر کرنے کے معاہدہ (نکاح) میں ولی کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے سرپرست کا اولین فریضہ یہ ہے کہ پہلے وہ لڑکی کی رضامندی حاصل کر لے پھر کسی مرد سے اس کی شادی کے متعلق بات چیت شروع کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "کہ سرپرست کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہوتا۔ (ترمذی: البوداؤد: کتاب النکاح)

اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو نکاح سرپرست کی مرضی کے بغیر ہو اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے یعنی ایسا نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرنے والے تمام عمر بدکاری کرتے ہیں اگر سرپرست غلط جگہ پر اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہے تو حق ولایت خود بخود دوسرے قریبی رشتے دار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اگر تمام سرپرست کسی غلط جگہ پر شادی کے لیے اتفاق کر لیں (اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے) تو عدالتی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے اگر عدالت اس نتیجہ پر پہنچے کہ واقعی تمام سرپرست نکاح کے لیے کسی غلط کار انتخاب کیے ہوئے ہیں بیچ کی سرپرستی میں عدالتی نکاح کیا جاسکتا ہے لیکن اگر باپ یا کوئی دوسرا سرپرست صحیح جگہ پر رشتہ کرنا چاہتا ہے اور لڑکی وہاں آمادہ نہیں یا غلط کار ہونے کی وجہ سے کسی ایسی جگہ رشتہ کرنا چاہتی ہے جو خاندان کے لیے باعث ننگ و عار ہے تو ان حالات میں عدالتی نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب



جلد: 1 صفحہ: 343